Fikr-o-Nasar (Islamabad) 4:1-2 (1966)

انتخاب

"شریعت میں ضرورتِ شدیدہ کی بناء پر مال و جان کا بیمہ کرانے کی گنجائش موجود ہے"

مجلسِ تحقیقاتِ شرعیہ ہند کے ممتاز علمائے کرام کا متفقہ فتویٰ:

مرتبہ: مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ندوی

تمدن کی ترقی اور حالات کے تغیر کی وجہ سے جن نئے مسائل سے مسلمان دوچار ہیں اُن میں انشورنس کا مسئلہ بھی ہے، جو بلحاظ اپنی وسعت و اہمیت شرعی اور اجتماعی نقطۂ نظر سے بہت زیادہ قابلِ توجہ ہے، اس کی اہمیت کے پیشِ نظر "مجلسِ تحقیقاتِ شرعیہ" نے اس مسئلہ کو سرِ فہرست جگہ دی۔ اور مجلس کے اوّلین اجتماع مورخہ یکم ستمبر ۱۹۶۳ء میں طے ہوا کہ اس مسئلہ کے متعلق ایک جامع سوال نامہ مرتب کیا جائے، جسے بعض اکابر علماء کی خدمت میں بغرض جواب بھیجا جائے۔ جوابات حاصل ہونے کے بعد ارکانِ مجلس مجتمع ہو کر ان جوابات کی روشنی میں مسئلہ پر غور و خوض کر کے کوئی فیصلہ کریں جس کی اشاعت کر دی جائے تاکہ عوام مسلمین اس کے بارے میں حکمِ شرعی کو سمجھ کر اس پر عمل کر سکیں۔ اجتماع میں ان حضرات علماء کرام کے اسماء گرامی بھی تجویز کر لیئے گئے، جن کے پاس سوال نامہ ارسال کرنا مجلس کی رائے میں مناسب تھا۔ سوال نامہ ہند و بیرونِ ہند کے متعدد علماء کرام کی خدمت میں بھیجا۔ ۲۶ نومبر ۱۹۶۴ء کو سوال نامہ روانہ کرنے کی ابتداء ہو گئی اور یکم دسمبر ۱۹۶۴ء تک ان سب حضرات علماء کی خدمت میں روانہ کر دیا گیا جنہیں مجلس نے اس کام کے لیئے منتخب کیا تھا، جوابات سب حضرات کی طرف سے موصول نہیں ہوئے بلکہ صرف بعض حضرات نے جواب ارسال فرمایا۔ جن کے اسماء گرامی چند سطور کے بعد درج کیئے جائیں گے،

جوابات میں اختلاف تھا۔ بعض حضرات نے انشورنس کے معاملہ کو بالکل ناجائز قرار دیا تھا۔ اور بعض نے مخصوص شرائط و حالات میں اسے جائز قرار دیا تھا۔ دونوں قسم کے حضرات کے اسماء گرامی

درجِ ذیل ہیں:۔

(الف) مندرجہ ذیل حضرات نے اس معاملہ کو مسلمانوں کے لئے بالکل ناجائز اور حرام قرار دیا۔

۱۔ جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ، کراچی۔

۲۔ جناب مولانا ولی حسن صاحب کراچی بتصویب جناب مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہ۔

۳۔ جناب مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ صدر مدرس و مفتی جامع العلوم کان پور۔

۴۔ جناب مولانا ظفیر الدین صاحب دیو بند۔

۵۔ جناب مولانا عبید اللہ صاحب مبارک پوری۔

۶۔ جناب مولانا سید احمد صاحب قادری رام پور۔

اس کے برخلاف مندرجہ ذیل حضرات نے بعض شرائط کے ساتھ (جن کا تذکرہ تجویز میں ہے) اس معاملہ کو جائز قرار دیا:۔

۱۔ جناب مولانا مفتی مہدی حسن صاحب مدظلہ، مفتی دار العلوم دیو بند۔

۲۔ جناب مولانا محمد ہارون صاحب دار العلوم ٹنڈو الہ یار بتصویب حضرت مولانا ظفر احمد صاحب مدظلہ۔

۳۔ جناب مولانا مظفر حسین صاحب مفتی مظاہر العلوم سہارن پور۔

۴۔ جناب مولانا محمد یحییٰ صاحب قاسمی مفتی امارتِ شرعیہ بہار۔

۵۔ جناب مولانا عبد السلام صاحب ندوی جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی۔

بقیہ حضرات علماء کے جوابات موصول نہیں ہوئے، ان سب جوابات کو جمع کر کے اور ذریعہ سائیکلو اسٹائل طبع کرا کے سب ارکان کی خدمت میں بھیج دیا گیا تاکہ وہ ان کو دیکھ کر اچھی طرح غور و فکر فرما سکیں اور اس کے لئے خاصی مدت رکھی گئی۔

۱۵، ۱۶، ۱۷ دسمبر ۱۹۶۶ء کے اجتماع میں مجلس نے علمائے کرام کی مندرجہ بالا دونوں جماعتوں کے اقوال اور دلائل پر غور کر کے موخر الذکر جماعت کی رائے کو اختیار کیا۔ یعنی مخصوص شرائط کے ساتھ مسلمان کے لئے اس معاملہ میں حصہ لینے کی گنجائش نکلتی ہے۔ ان شرائط کی وضاحت تجویز میں موجود ہے۔ اس کے بعد اس تصریح کی احتیاج نہیں رہتی کہ ان شرائط میں سے اگر ایک شرط بھی مفقود ہو گی تو اس معاملہ کے جواز کی کوئی

گنجائش باقی نہیں رہ سکتی - اور یہ حرام ہی رہے گا -

مجلس کے جس اجتماع میں فیصلہ کیا گیا ہے اس میں صرف مندرجہ ذیل ارکان شریک تھے، بقیہ حضرات ارکان مختلف اعذار کی وجہ سے شرکت نہیں فرما سکتے تھے، جو حضرات جلسہ میں شرکت نہیں فرما سکے تھے، ان میں سے جناب مولانا محمد طیب صاحب مدظلہٗ مہتمم دارالعلوم دیوبند اور جناب مولانا محمد میاں صاحب مدظلہٗ سابق ناظم جمعیۃ العلماءَ نے اپنی آراء گرامی سے ذریعہ والانامہ مطلع فرمایا تھا - چنانچہ اوّل الذکر محترم یعنی جناب مہتمم صاحب ممدوح نے جناب مولانا مفتی مہدی حسن صاحب مدظلہٗ کے فتوے سے اتفاق فرماتے ہوئے اپنی اور متعدد علماء دیوبند کی جانب سے تحریر فرمایا کہ جناب مفتی صاحب ممدوح کی شرائط کے ساتھ اس معاملہ کے جواز کی گنجائش ہے

اس کے برخلاف جناب مولانا سید محمد میاں صاحب مدظلہٗ نے عدم جواز کا مسلک اختیار فرمایا اور ان علماء کرام سے اتفاق فرمایا جنہوں نے اس معاملہ کی حرمت علی الاطلاق کا فتویٰ دیا تھا -

اسماء گرامی شرکاء اجتماع مجلس منعقدہ ۱۵، ۱۶، ۱۷ دسمبر ۱۹۶۵ء

۱ - جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی -

۲ - جناب مولانا مفتی عتیق الرحمان صاحب عثمانی -

۳ - جناب مولانا محمد رضا صاحب انصاری فرنگی محلی -

۴ - جناب مولانا ابواللیث صاحب ندوی، امیر جماعت اسلامی ھند -

(مولانا دریا بادی کو تجویز دکھا دی گئی تھی اور اس سے انہیں اتفاق ہے لیکن چونکہ وہ ۱۶ کی صبح کو دریا باد واپس تشریف لے گئے - اور اس اجلاس میں شرکت نہیں فرما سکے تھے - جس میں تجویز آخری طور پر پاس کی گئی تھی - اس لئے ان کے دستخط نہیں ہو سکے، محمد اسحٰق)

۵ - جناب مولانا شاہ عون احمد صاحب قادری سجادہ نشین خانقاہ مجیبیہ بہار -

۶ - جناب مولانا سید شاہ منت اللہ صاحب رحمانی سجادہ نشین خانقاہ رحمانیہ مونگیر -

۷ - جناب مولانا محمد منظور صاحب نعمانی -

۸ - جناب مولانا فخرالحسن صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند -

۹ - جناب مولانا سعید احمد صاحب اکبرآبادی صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ -

۱۰ - جناب مولانا محمد ادریس صاحب ندوی شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

۱۱ - راقم السطور محمد اسحاق کنوینر مجلس ۔

علماء کرام کی مندرجہ بالا دونوں جماعتوں کے درمیان انشورنس کے مسئلہ میں اختلاف کا سبب درحقیقت سلف صالحین کا ایک ایسے مسئلہ میں اختلاف ہے جو اس مسئلہ کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے، یہاں ایک مختصر تمہید کے ساتھ اس کا اجمالی تعارف کرا دینا مفید ہے ۔

اسلام ایک جامع اور کامل دین ہے، عقائد، عبادات، اخلاق، معاشرت وغیرہ اس کے مختلف شعبے ہیں منجملہ اس کے ایک شعبہ معاملات بھی ہے، اور بیع وشری قرض وغیرہ اسی کے ماتحت داخل ہیں شریعتِ اسلامیہ نے معاملات کے لئے بھی قوانین واحکام مقرر فرمائے ہیں۔ اور ان کی شکلیں متعین فرمائی ہیں ۔ ان قوانین واشکال کی مخالفت مسلمان کے لئے ناجائز ہے ۔ اس کا فرض ہے کہ وہ معاملات کی شرعی شکلوں کو رواج دے اور انہیں شرعی احکام وقوانین کے تابع رکھے ۔

جن مقامات پر مسلمانوں کو اس کی قدرت وطاقت حاصل ہو وہاں تو ظاہر ہے کہ کسی مسلمان کے لئے شرعاً اس کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ وہ معاملات کے احکام اسلامیہ اور اس کی اشکال شرعیہ سے سرِمو تجاوز کرے، لیکن جن مقامات پر اقتدار اعلیٰ مسلمانوں کو حاصل نہ ہو، اور انہیں اس کا اختیار نہ ہو کہ وہ معاملات کی شکلیں شرعی اصول واحکام کے ماتحت مقرر کرسکیں، اور غیر مسلمانوں کے ساتھ معاملت کرنے میں بھی ان کے لئے شریعت کے معاملاتی نظام کی پوری پوری پابندی لازم ہوگی ۔

بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ جس میں کبار آئمہ سلف کے درمیان اختلاف ہے ۔

بعض آئمہ فقہ کا قول یہ ہے کہ معاملت کے اسلامی احکام وقوانین صرف اوّل الذکر قسم کے معاملات وحالات تک محدود نہیں ہیں بلکہ ہر مقام پر اور ہر حالت میں مسلمان کے لئے ان کی پوری پوری پابندی لازم ہے ۔

اس کے برخلاف بعض دوسرے آئمہ فقہ کی رائے یہ ہے کہ بعض اسلامی احکام متعلق معاملات صرف اوّل الذکر مقامات تک محدود ہیں۔ اور بعض صورتوں میں اس کی گنجائش ہے کہ مسلمان صرف غیر مسلمین کے ساتھ بعض معاملات میں ان کی مروجہ غیر اسلامی شکلوں کو اختیار کرسکیں، انشورنس کا مسئلہ بھی ان بعض معاملات

کی حدود میں آتا ہے، جن کی گنجائش ان حضرات ائمہ کے نزدیک حالات و مقامات مذکورہ میں ہے، بدائع و درمختار و شامی وغیرہ کتب فقہ دیکھنے سے اس اختلافِ ائمہ کی تفصیل معلوم ہوسکتی ہے۔

اسلاف کا یہی اختلاف انشورنس کے مسئلہ میں موجودہ علماء کرام کے اختلاف کی بنیاد ہے، چناں چہ اوّل الذکر جماعت علماء نے اوّل الذکر ائمہ کے مسلک کو اختیار فرمایا ہے اور ثانی الذکر جماعت نے ثانی الذکر ائمہ کے مسلک کو۔

خود تجویز میں اہلِ علم کے لئے اس تجویز کی طرف واضح اشارہ موجود ہے کہ مجلس کا یہ فیصلہ کسی اجتہادِ مطلق یا تجدد زدگی کا نتیجہ نہیں ہے، بلکہ یہ بعض ائمہ سلف ہی کے اجتہاد اور ان کی معترلہ رائے پر مبنی ہے جو انھوں نے کتاب و سنت میں غور و فکر کرنے کے بعد قائم فرمائی تھی۔

مجلس اور ان علماء کرام نے جن کی تائید اس مسئلہ میں مجلس کو حاصل ہے، ضرورتِ زمانہ کو ضرور ملحوظ رکھا ہے۔ لیکن اسے اضطرار کا درجہ ہرگز نہیں دیا ہے نہ اضطرار کے قانون کو اپنی رائے کی بنیاد بنایا ہے، بلکہ درحقیقت ان کی رائے کی بنیاد وہ ہے جس کا تذکرہ اوپر کیا جا چکا ہے۔

جن حضرات علماء نے مسئلہ زیرِ بحث میں حرمت و عدم جواز کو ترجیح دی ہے ان کی رائے بھی مدلّل ہے اور مجلس اس کا احترام کرتی ہے۔

ان حضرات نے احتیاط کا پہلو اختیار فرمایا ہے اور بے شک مومن کی شان یہی ہے کہ وہ حرام کے شبہ سے بھی احتراز کرے۔

لیکن مجلس اور ان علماء کرام کی رائے بھی جو مجلس کے ہم خیال ہیں، دلائلِ شرعیہ اور اقوالِ سلف پر مبنی ہے اور اس میں بھی مصالحِ شرعیہ دینیہ اور دنیویہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس لئے انہیں بھی کوئی ملامت نہیں کی جا سکتی۔ عوام مسلمین کو اس مسئلہ میں وہی رویہ اختیار کرنا چاہیئے، جو مجتہد فقیہہ مسائل کے لئے مناسب ہے یعنی جس رائے پر قلب مطمئن ہو اس پر عمل اور دوسرے پر ملامت و اعتراض سے احتراز۔ خصوصاً رسائل و اخبارات میں اس مسئلہ کا چھیڑنا بہت ہی نامناسب اور بالکل خلافِ مصلحت ہے۔

مجلس کا فیصلہ: مجلس تحقیقاتِ شرعیہ نے اپنے اجتماع مورخہ ۱۵، ۱۶ دسمبر ۱۹۶۵ء میں انشورنس پر علماء کرام کے ان جوابات کی روشنی میں غور کیا جو مجلس کے سوالنامے کے پیشِ نظر ان

حضرات نے تحریر فرمائے تھے، اس غور و خوض کے بعد مجلس جس نتیجہ پر پہونچی وہ ایک مختصر تمہید کے ساتھ درج ذیل ہے :۔

" انشورنس کا مسئلہ شریعت کے شعبہ معاملات سے تعلق رکھتا ہے۔ معاملات میں ہمیشہ دو فریق ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔

اوّل، دونوں فریق مسلمان ہوں، اس صورت میں معاملات کی جو شکلیں شریعتِ اسلامیہ نے مقرر کی ہیں، ان کے علاوہ کسی شکل کا اختیار کرنا کسی حال میں جائز نہیں۔

دوم، ایک فریق مسلمان ہو اور دوسرا غیر مسلم ہو، صورت دوم کی دو شکلیں نکلتی ہیں :۔

(الف) معاملات کی شکل مقرر کرنا مسلمان کے اختیار میں ہو۔ اس کا حکم بھی وہی ہے، جو صورت اوّل کا ہے۔

(ب) معاملہ کی شکل مقرر کرنا اس کے اختیار میں نہ ہو۔

صورت ثانیہ کی شکل (ب) میں بوقت ضرورت اسلام کے بعض جلیل القدر ائمہ و فقہا کے قول کی بنار پر شرعاً اس کی گنجائش نکلتی ہے کہ مسلمان کچھ قیود و شرائط کے ساتھ اس نوع کے معاملات میں حصہ لے سکے۔ انشورنس کا مسئلہ بھی مجلس کے نزدیک اسی شکل کے تحت داخل ہے۔

مجلس یہ رائے رکھتی ہے کہ اگرچہ انشورنس کی سب شکلوں کے لئے ربوٰ و قمار لازم ہے، اور ایک کلمہ گو کے لئے ہر حال میں اسلامی اصول پر قائم رہنے کی کوشش کرنا ہی واجب ہے لیکن جان و مال کے تحفظ و بقار کا جو مقام شریعتِ اسلامیہ میں ہے مجلس اُسے بھی وزن دیتی ہے۔ نیز مجلس اس صورتِ حال سے بھی صرف نظر نہیں کر سکتی کہ موجودہ دَور میں نہ صرف ملکی بلکہ بین الاقوامی راستوں سے انشورنس انسانی زندگی میں اس طرح دخیل ہو گیا ہے کہ اس کے بغیر اجتماعی اور کاروباری زندگی میں طرح طرح کی دشواریاں پیش آتی ہیں اور جان و مال کے تحفظ کے لئے بھی بعض حالات میں اس سے مفر ممکن نہیں ہوتا۔ اس لئے ضرورتِ شدیدہ کے پیشِ نظر اگر کوئی شخص اپنی زندگی یا اپنے مال یا اپنی جائداد کا بیمہ کرائے تو مذکورہ بالا ائمہ کرام کے قول کی بنار پر شرعاً اس کی گنجائش ہے۔

تنبیہ

اُوپر کی عبارت میں لفظ " ضرورتِ شدیدہ " سے مراد یہ ہے کہ جان یا اہل و عیال یا

ماں باپ کے ناقابلِ برداشت نقصان کا اندیشہ قوی ہو۔

"ضرورتِ شدیدہ" موجود ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ مجلس کے نزدیک مبتلی بہہ کی رائے پر منحصر ہے جو خود کو عند اللہ جواب دہ سمجھ کر علماء کے مشورے سے قائم کرے۔

دستخط

۱۔ جناب مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی۔

۲۔ جناب مولانا محمد ظفیر الدین صاحب دار العلوم دیو بند۔

۳۔ جناب مولانا ابو اللیث صاحب ندوی، امیر جماعتِ اسلامی ہند۔

۴۔ جناب مولانا محمد رضا صاحب انصاری مفتی فرنگی محلی۔

۵۔ جناب مولانا شاہ معین الدین احمد صاحب ندوی دار المصنفین اعظم گڑھ۔

۶۔ جناب فخر الحسن صاحب استاذ دار العلوم دیو بند۔

۷۔ جناب مولانا شاہ عون احمد صاحب قادری۔

۸۔ جناب مولانا سید منت اللہ صاحب ندوی رحمانی سجادہ نشین خانقاہ رحمانیہ مونگیر۔

۹۔ جناب مولانا محمد ادریس صاحب ندوی شیخ التفسیر دار العلوم ندوۃ العلماء۔

۱۰۔ جناب مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر الفرقان۔

۱۱۔ جناب مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی۔ صدر شعبہ دینیات علی گڑھ۔

۱۲۔ احقر محمد اسحٰق عفاء اللہ عنہٗ۔

(ہفت روزہ شہاب لاہور)

۲۰، مارچ ۱۹۶۶ء

طابع :- ظہیر الدین۔ مطبع : استقلال پریس، لاہور

ناشر: ڈاکٹر فضل الرحمٰن، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، راولپنڈی